خانہ کعبہ سے متعلق مارگولیتھ کے خیالات کا تنقیدی جائزہ

A Critival Review of Margoliouth's Views Regarding Khāna Ka'ba

عالیہ شاہ[i] پروفیسر ڈاکٹر عطاء الرحمان[ii]

Abstract

This research article is constructed upon critical analysis of D.S. Margoliouth's allegations regarding "Khāna Ka'ba". Generally Orientalist's have tried to blemish the intellection and phantasm of Islam. They have often part forth the magnificent and splendid teachings of Prophet Muḥammad s.a.w as well as the glory of Islam to a criticism malafide .One among the list of the narrow-minded and biased Orientalist is D.S.Margoliouth; who has some vague and baseless accusations regarding "Khāna Ka'ba" .Therefore this article is anxious to clarify three allegations of D.S.Margoliouth about "Khāna Ka'ba" and conclude that the three allegations are in affectious, ineffectual and worthless and futile about Khāna Ka'ba Moreover D.S.Margoliouth is partial and biased in his view about "Khāna Ka'ba"

Key Words: Orientalist, D.S. Margoliouth, Khāna Ka'ba, allegations

مستشرقین نے جس طرح قرآن و حدیث، اسلامی فقہ اور سیرت مبارکہ کے کئی موضوعات کے حوالے سے شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، اسی طرح انہوں نے بیت اللہ کے حوالے سے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور اس ضمن میں مسلمہ حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس حوالے سے جن مستشرقین نے قلم اٹھایا ان میں سے ایک برٹش مستشرق مارگولیتھ ہے۔

ڈی۔ایس۔مارگولیتھ

D.S.Margoliouth انگلستان کا مشہور مستشرق تھا۔ ان کی سن ولادت 1858ء اور سن وفات 1940ء

---

i لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

ii ڈین فیکلٹی آف آرٹس اینڈ ہیومینیٹیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

ہے۔اس کے آباؤاجداد پالینڈ کے یہودی تھے لیکن اس کے والد نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر عیسائیت اختیار کر لی تھی اور مارگولیتھ اس لحاظ سے پیدائشی عیسائی تھے۔ Oxford University میں عربی کے پروفیسر تھے۔1937 تک Royal Asiatic Society کے صدر کی حیثیت سے کام کیا۔

مارگولیتھ نے اسلام پر جو کتابیں لکھیں ان میں Muhammad And The Rise Of Islam Mohammedanism , Early development Of Mohammedanism ,The Ummayads And Abbassyds ,The Eclipse Of The Abbassyd Caliphte مشہور ہیں اس میں شبہ نہیں کہ ان کتابوں سے مارگولیتھ کے علم وفضل کا ثبوت ملتا ہے لیکن ان میں اسلام دشمنی اور تعصبات کا بڑا حصہ ہے۔[1] ذیل میں ان کے خیالات کا ایک تحقیقی اور ناقدانہ جائزہ پیش خدمت ہے۔

دیگر متعصب مستشرقین کی طرح مارگولیتھ نے خانہ کعبہ کے متعلق بھی کچھ شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ اس حوالے سے دیکھا جائے تو بے شمار صحیح روایات موجود ہیں۔ جن میں صحیحین کی روایات بھی شامل ہیں۔ان تمام صحیح روایات کو نظرانداز کر کے بعض مجروح اور ضعیف روایات سے اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً

1. "Khāna Ka'ba contained a tomb, whence it may in origin have been a tent erected over a grave by a mourners[2]."

"خانہ کعبہ ایک مزار تھا یا شاید اصل میں سوگواروں کے لئے ایک قبر پر تمبو لگادیا گیا تھا۔"

یہ مارگولیتھ کا اپنا ایک نظریہ ہے وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ خانہ کعبہ ایک مزار تھا اور لوگ اس پر اپنا اپنا غم رونے آتے تھے اور یہ بھی کہ آنحضرت ﷺ نے بتوں کے لئے نبوت کے بعد بھی ایک نرم گوشہ رکھا،اسی محبت میں انہوں نے حجر اسود کے بوسہ دینے کے رسم کو برقرار رکھا۔

روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر

خانہ کعبہ اس سرزمین پر اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر ہے۔جو تعمیر ہوا ہے۔یہ وہ مقدس وبابرکت خطہ زمین ہے جسے بیت اللہ ہونے کا شرف حاصل ہوا،اس کی عظمت ورفعت میں کوئی ثانی نہیں اس کے چشمہ فیض سے پورا عالم انسانیت مستفیض ہورہا ہے یہی بابرکت جگہ ہے جو پوری کائناتِ ارضی کا منبع وسرچشمہ ہے اسی سے ساری زمین کو پھیلایا گیا ہے۔ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَٰرَكًا وَهُدًى لِّلْعَٰلَمِينَ [3]

"بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لئے تعمیر ہوئی وہ وہی ہے جو مکہ میں واقع ہے اس کو خیر و برکت دی گئی تھی اور تمام جہان والوں کے لئے مرکز ہدایت بنایا گیا۔"

امام بیہقیؒ نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مرفوعاً ذکر کیا ہے:

بعث الله جبرائيل الى ادم و حواء فامرهما ببناء الكعبه فبناه ادم ثم امر بالطواف به و قيل له انت اول الناس و هذا اول بيت وضع للناس [4]

"اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو آدم و حوا کی طرف بھیجا اور ان کو بیت اللہ کی تعمیر کا حکم دیا آدم نے بیت اللہ کو تعمیر کیا پھر حضرت آدم کو بیت اللہ کا طواف کرنے کا حکم دیا اور حضرت آدم سے کہا گیا کہ تو پہلا آدمی ہے اور یہ پہلا گھر ہے جو کہ لوگوں کے لیے بنایا گیا ہے "

ابراہیمؑ سے کعبہ کی تعمیر

ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ زمین پر میرا گھر بناؤ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ[5]

"اور یاد کرو جب ہم نے مقرر کر دی، ابراہیم کے لئے اس گھر کے تعمیر کی جگہ۔"

سورۃ بقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ [6]

"جب ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اس گھر کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَٰتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ الله غَنِيٌّ عَنِ الْعَٰلَمِينَ[7]

"اس میں واضح نشانیاں ہیں، ابراہیم کا مقام (عبادت) ہے۔ جو اس میں داخل ہو جائے وہ محفوظ ہو گیا اور ان لوگوں پر اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا (فرض) ہے جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہو اور اگر انکار کریں تو اللہ دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔"

احادیثِ صحیحہ میں خانہ کعبہ کا ذکر

حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلَ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ سنة ثُمَّ قَالَ حَيْثُمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ وَالْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ[8]

"ابوذرؓ سے مروی ہے کہ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! سب سے

پہلے کون سی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا؟ تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْمَسْجِدُ الْحَرَام، یعنی بیت اللہ۔ سائل نے پھر استفسار کیا کہ بیت اللہ کے بعد کون سی مسجد وجود میں آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْمَسْجِدُ الاَقْصٰی دوسرا درجہ بیت المقدس کو حاصل ہے دریافت کیا گیا کہ دونوں کے درمیان کتنے عرصے کا فاصلہ ہے تو ارشاد فرمایا: چالیس برس کا۔"

ابن حجر لکھتے ہیں:

"مستند تاریخ سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر سلیمانؑ کے ہاتھوں ہوئی اور ان کے اور سیدنا ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ، جو مسجد حرام کے معمار تھے، اس روایت میں دونوں مسجدوں کی تعمیر کے درمیان صرف چالیس سال کا فاصلہ بتایا گیا ہے۔ علمائے حدیث کے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ کے مقام کی تعیین تو یعقوبؑ نے فرمادی تھی اور مذکورہ روایت میں اسی کا ذکر ہے، جبکہ سلیمانؑ نے اسی جگہ پر ہیکل سلیمانی کو تعمیر کیا۔ اس لحاظ سے ان کی حیثیت ہیکل کے اولین بانی اور موسس کی نہیں، بلکہ تجدید کنندہ کی ہے[9]۔"

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى[10]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین مسجدوں کے سوا کسی کے لیے کجاوے نہ باندھے جائیں۔ (یعنی سفر نہ کیا جائے) ایک مسجد حرام، دوسرے مسجد رسول اللہ ﷺ اور تیسرے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس۔"

مار گولیتھ نے جن روایات کو اساس بنا کر یہ اعتراضات اُٹھائے ہیں۔ ان کا ماخذ مسجد الحرام اور مکہ مکرمہ کی تاریخ پر تصنیف شدہ بعض قدیم اور بعض جدید عربی و اردو کتب، مثلاً "اخبار مکہ "ابوالولید ازرقی متوفی 250ھ کی، اور "شفاء الغرام" تقی الدین الفاسی، متوفی 832ھ کی، اور تاریخ مکہ (اردو) استاذ محمد عبدالمعبود کی، میں ایسی روایات مذکور ہیں کہ مسجد حرام میں فلاں فلاں جگہ، فلاں فلاں انبیاء مدفون ہیں مگر یہ سب قطعی بے ثبوت ہے۔ مناسب یہ ہے کہ اس جیسے روایات کو جرح وتعدیل کے مراحل سے گزارا جائے تاکہ صحیح صورت حال واضح ہو جائے۔

اس سلسلہ میں بعض آثار اور روایات جن کو ازرقی نے " اخبار مکہ " میں ذکر کیا ہے وہ سب ایسی سندوں سے ذکر ہیں جس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ان احادیث کو ایک ایک کر کے ذکر کرتے ہیں۔

حدثنا أبو الوليد قال : حدثني جدي ، عن خالد بن عبد الرحمن ، قال : حدثني الحارث بن أبي بكر الزهري ، عن صفوان بن عبد الله بن صفوان الجمحي ، قال : حفر ابن الزبير الحجر فوجد فيه سفطا من حجارة خضر فسأل قريشا عنه فلم يجد عند أحد منهم فيه علما قال : فأرسل إلى عبد الله بن صفوان فسأله فقال:هذا قبر إسماعيل عليه السلام فلا تحركه قال : فتركه[11]

"صفوان بن عبداللہ بن صفوان جمحی سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہد حکومت میں خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کیلئے) جب حطیم کی طرف کھدائی کرائی تو وہاں سنگ سبز کا بنا ایک

صندوق ملا, ابن زبیرؓ نے حضرات قریش سے اس بارے میں دریافت کیا، کوئی کچھ نہ بتا سکا، توانہوں نے عبداللہ بن صفوان کے پاس قاصد بھیج کران سے دریافت کیا، انھوں نے بتایا کہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی قبر ہے اسے یوں ہی رہنے دیجئے اسے چھیڑئے نہیں- چنانچہ عبداللہ بن زبیر نے اسے وہیں چھوڑ دیا۔"

یہ روایت ضعیف ہے۔ مذکورہ سند میں ایک راوی خالد بن عبدالرحمن بن خالد بن سلمہ مخزومی مکی ہے جو ضعیف، متہم بالوضع اور متروک ہے۔ اس کے بارے میں امام بخاری اور امام ابو حاتم نے فرمایا:

"وہ ذاہب الحدیث ہے، امام ابوحاتم نے مزید فرمایا: "محدثین نے اس کی حدیث کو ترک کردیا ہے[12]۔"

اخبار مکہ کی ایک اور حدیث میں اس طرح ذکر ہے:

حدثنا أبو الوليد قال:حدثني جدي ، وإبراهيم بن محمد الشافعي ، عن مسلم بن خالد الزنجي ، عن ابن أبي نجيح ،وقال ابن إسحاق : كان قبر إسماعيل عليه السلام وقبر أمه هاجر في الحجر[13]

"اسماعیلؑ اور ان کی ماں کی قبر حطیم میں ہے۔"

یہ ایک موقوف روایت ہے اور اس کی سند میں ایک راوی مسلم بن خالد الزنجی ہے جو متکلم فیہ راوی ہے۔ یہ تبع تابعی ہیں، ان کی کنیت ابو خالد ہے مکہ کے فقیہ تھے۔ امام بخاری کہتے ہیں:

"منکر الحدیث تھے۔ ابو حاتم کہتے ہیں: حجت نہیں، ساجی کہتے ہیں: وہ بہت غلطیاں کرتے تھے اور تقدیر کے منکر تھے۔ علی بن المدنی کہتے ہیں: کچھ نہیں، ابوداؤد کہتے ہیں: ضعیف ہیں۔ 180ھ/796ء میں 80 سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا[14]۔"

ایک اور حدیث بھی کچھ اسی طرح ہے:

حدثني جدي ، قال : حدثنا سعيد بن سالم ، عن عثمان بن ساج ، قال : أخبرني محمد بن إسحاق ، قال: فماتت أم إسماعيل قبل أن يرفعه إبراهيم وإسماعيل ، ودفنت في موضع الحجر[15]

"ازرقی نے بطریق عثمان بن ساج محمد بن اسحاق (صاحب السیرۃ) کا یہ قول نقل کیا ہے: اسماعیل علیہ السلام اپنے والدہ کے ساتھ حِجر (حطیم) میں مدفون ہیں۔"

یہ بھی ایک موقوف روایت ہے کیونکہ ابن اسحاق سے آگے سند ذکر نہیں ہے۔ محمد ابن اسحاق بن یسار بن خیار بن کوتان مدنی (المتوفی 151ھ/768ء) فارسی الاصل اور قیس بن مزمہ بن عبدالمطلب کے مولی (یعنی غلام) تھے۔ ان کے دادا یسار بن خیار 12ھ میں عین التمر کی جنگ میں گرفتار ہو کر مدینہ آئے تھے۔ 17 محمد بن اسحاق مدینہ میں پیدا ہوئے اور یہاں مشہور محدثین وفقہاء سے استفادہ کیا جن میں ابان بن عثمان، محمد بن شہاب زہری اور ہشام بن عروہ زیادہ قابل ذکر ہیں۔ محمد ابن اسحاق نے علماء اہل مدینہ کے عام طریقے سے ہٹ کر عام قصہ گو حضرات کی نہج پر اپنی سیرت میں

احادیث، تاریخی روایات، عوامی قصے اور اسرئیلی روایات کو پہلی مرتبہ یکجا کرنے کی کوشش کی اور قواعد اسناد میں غیر محتاط رویہ اختیار کیا۔اس وجہ سے ان پر سخت تنقید ہوئی اور امام مالک نے ان کو دجال تک کہا[16] ۔

حدثنا أبو الوليد قال : حدثنا جدي ، عن خالد بن عبد الرحمن بن خالد بن سلمة المخزومي ، قال : حدثني المبارك بن حسان الأنماطي ، قال : رأيت عمر بن عبد العزيز في الحجر فسمعته يقول :شكا إسماعيل عليه السلام إلى ربه عز وجل حر مكة فأوحى الله تعالى إليه أني أفتح لك بابا من الجنة في الحجر يجري عليك منه الروح إلى يوم القيامة « وفي ذلك الموضع توفي قال خالد : فيرون أن ذلك الموضع ما بين الميزاب إلى باب الحجر الغربي فيه قبره[17]

"مبارک انماطی نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو حطیم میں دیکھا، میں نے سنا وہ فرماتے تھے۔ اسماعیلؑ نے اپنے رب سے مکہ مکرمہ کی گرمی کی شکایت کی تو اللہ تعالی نے ان سے بذریعہ وحی فرمایا کہ میں تمہارے لئے حطیم میں جنت سے ایک دروازہ کھول دیتا ہوں جس سے جنت کی ہوا قیامت تک تمہارے لئے رواں رہے گی۔اسماعیل علیہ السلام کی وفات اسی جگہ ہوئی۔ راوی خالد مخزومی آگے کہتے ہیں: لوگوں کا خیال ہے کہ حطیم میں میزاب اور حطیم کے مغربی دروازہ کے درمیان اسماعیل علیہ السلام کی قبر ہے۔"

اس روایت میں بھی ایک راوی خالد بن سلمہ المخزومی ہے جو ایک متروک راوی ہے۔بخاری نے ان کے بارے میں کہا:

"ذاہب الحدیث ہے۔ابوحاتم نے کہا: **تركوا حديثه** اورابن حجر نے کہا: متروک ہے[18]۔"

حدثني مهدي بن أبي المهدي ، قال : حدثنا عبد الرحمن بن عبد الله مولى بني هاشم ، عن حماد بن سلمة ، عن عطاء بن السائب ، عن محمد بن سابط ، عن النبي صلى الله عليه وسلم ،قال: كان النبي من الأنبياء إذا هلكت أمته لحق بمكة فيتعبد فيها النبي ،ومن معه حتى يموت فيه ، فمات بها نوح ، وهود ، وصالح ، وشعيب ، وقبورهم بين زمزم والحجر [19]

محمد بن سابط نے فرمایا: گزشتہ بہت سے انبیاء کا یہی معاملہ رہا کہ جب ان کی قوم نبی کی تکذیب کرنے اوراپنی بداعمالیوں کی بنا پر ہلاک کردی گئی تووہ نبی مکہ مکرمہ آگئے۔یہاں اللہ کی عبادت میں مصروف رہے۔یہیں ان کی وفات ہوئی چنانچہ نوحؑ، ہودؑ، صالحؑ اور شعیب علیہ السلام کی وفات یہیں مکہ میں ہوئی اوران کی قبریں یہیں زمزم اور حطیم کے درمیان ہیں۔"

یہ روایت ضعیف ہے۔اس میں ایک راوی عطاءابن السائب ہے۔ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

"وہ محدث ہے ابو محمد ان کی کنیت ہے وہ بڑے علماء میں سے تھے لیکن آخر عمر میں تھوڑا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔"ابن عینہ کہتے ہیں : "میرے کچھ دوستوں نے بیان کیا کہ ابو اسحاق نے عطاء کے بارے میں پوچھا توان کو بتایا گیا کہ وہ جدید لوگوں میں سے ہیں۔

شعبہ نے کہا وہ بھول گئے تھے۔یحییٰ بن معین نے کہا: لیث بن سلیم، عطاء ابن سائب کی طرح ضعیف ہیں اور مزید کہتے ہیں: ان کی احادیث مضطرب ہیں اور قابل حجت نہیں۔ کیونکہ وہ روایات کو خلط ملط کرتا ہے۔" ابو حاتم کہتے ہیں: "ان کی پہلی والی احادیث صحیح ہیں اور بعد والی قابل قبول نہیں مزید کہا: لیس بقویٰ، کیونکہ ان کے حدیث میں تغیر زیادہ ہے اور ابو فضیل نے ان سے جو روایات لی ہیں وہ مضطرب ہے کیونکہ وہ روایت تابعی سے لیتے ہیں اور اس کو صحابی تک پہنا دیتے ہیں۔النسائی کہتے ہیں: قدیم احادیث میں صحیح ہیں لیکن بعد میں ان کے حالات بدل گئے[20] ۔"

اس روایت میں ایک راوی محمد بن سابط ایک مجہول شخص ہے۔ابو حاتم نے فرمایا:

لا أعرفه یعنی میں اس کو نہیں جانتا[21]۔"

مسجد الحرام کے اندر مقام حجر میں اسماعیل اور بعض انبیاء کی قبریں، مسجد حرام میں مدفون ہونے کی بات کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے اور نہ یہ بات کہ خانہ کعبہ کبھی مقبرہ تھا۔ حدیث کی مستند کتابوں میں کہی بھی اس حوالے سے کوئی حدیث وارد نہیں ہے۔یہ بہت سے محققین کے نزدیک کسی حدیث کے ضعیف بلکہ موضوع ہونے کی علامت ہے[22]۔

ان روایات سے یہ بات سامنے آئی کہ یہ ضعیف روایتیں ہیں اور قبروں پر مسجدیں بنانا شریعتِ اسلامی کے خلاف ہیں۔علامہ ابن حجر" کتاب الزواجر فی النهي عن اقتراف الکبائر" میں تحریر کرتے ہیں:

" قبروں کو مسجد بنانے کا معنی قبر پر نماز پڑھنا یا قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ہے[23]۔"

اس حوالے سے متعدد احادیث ہیں:

حدثنا العباس بن الوليد النرسي ، حدثنا وهيب ، حدثناعبد الرحمن بن يزيد بن جابر ، عن القاسم بن مخيمرة ، عن أبي سعيد ، قال:" نهى نبي الله صلى الله عليه وسلم أن يبنى على القبور ، أو يقعد عليها ، أو يصلى عليها[24]

"ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر بناء و تعمیر، ان پر بیٹھنے اور ان پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔"

حدثنا أبو الزنباع روح بن الفرج المصري ثنا يحيى بن أكثم القاضي ثنا الفضل بن موسى ثنا عبد الله بن كيسان عن عكرمة عن بن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصلوا الى قبر ولا تصلوا على قبر [25]

"عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد کیا: فرمایا! نہ قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو نہ قبر پر نماز پڑھو۔"

أخبرنا الحسن بن علي بن هذيل القصبي بواسط قال حدثنا جعفر بن محمد بن بنت إسحاق الأزرق حدثنا حفص بن غياث عن أشعث وعمران بن حدير عن الحسن عن أنس أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاة إلى القبور[26]

"انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔"

عبد الرزاق عن بن جريج عن عمرو بن دينار وسئل عن الصلاة وسط القبور قال ذكر لي أن النبي صلى الله عليه و سلم قال كانت بنو إسرائيل اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد فلعنهم الله تعالى [27]

"عمرو بن دینار تابعیؒ سے قبروں کے درمیان نماز پڑھنے کا مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا! مجھ سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا گیا ہے کہ بنو اسرئیل نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا تھا اس لئے اللہ نے ان پر لعنت فرمائی۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک قبر پر نماز پڑھنا بھی قبر کو مسجد بنالینا ہے۔"

علي بن حجر السعدي حدثنا الوليد بن مسلم عن ابن جابر عن بسر بن عبيدالله عن واثلة عن أبي مرثد الغنوي قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا إليها[28]

"ابو مرثد غنویؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ قبروں پر بیٹھو اور نہ ان کی طرف رخ کرکے نماز پڑھو۔"

اس حدیث کے مثل ایک اثر ثابت بنانیؒ نے انسؓ سے روایت کیا ہے:

"انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک قبر کے قریب نماز پڑھ رہا تھا، تو عمرؓ نے دیکھا، تو کہنے لگے "قبر قبر" کہہ رہے ہیں تو عمرؓ نے فرمایا قبر کہہ رہا ہوں، اس کی طرف رخ کرکے نماز مت پڑھو[29]۔"

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ.[30]

"جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر کچھ تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔"

اس تفصیل سے یہ ثابت ہوا کہ " قبر کو مسجد بنانے کا مطلب " قبر پر مسجد تعمیر کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ یہ الفاظ **اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد** اس معنی پر دلالت کرتا ہے کہ قبر کو سجدہ گاہ اور قبلہ بنانے کی خاطر قبر پر مسجد تعمیر کرنا بھی ممانعت میں داخل اور حرام ہے۔

امام بخاریؒ نے اس حوالے سے مستقل باب قائم کیا ہے۔ باب "قبروں پر مسجدیں بنانے کی کراہت کا بیان۔"

اس معنی کی تائید حسن بصریؒ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جس کو ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے۔ حسن بصری فرماتے ہیں:

" صحابہ نے مشورہ کیا کہ نبی کریم ﷺ کو مسجد میں دفن کریں، مگر عایشہؓ نے اس کی سخت مخالفت کی اور فرمایا! " رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان قوموں پر اللہ کی لعنت، جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔" حسن بصری فرماتے ہیں "اسی لئے صحابہؓ نے باتفاق رائے سے آپ ﷺ کو حجرہ عائشہؓ میں جہاں آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی، دفن کیا۔" یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے مگر دو باتوں پر دلالت کررہی ہے۔ پہلی بات کہ قبروں کو مسجد بنانا، جسے حدیث نبوی ﷺ میں مستوجبِ لعنت قرار دیا گیا ہے، جبکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک وہ مسجد بھی شامل ہے جس میں تعمیر کے بعد کوئی قبر بنائی جائے، تو اس مسجد کو بدرجہ اولی شامل ہوگا جو قبر ہی پر بنائی گئی ہو۔ دوسری بات عائشہؓ نے ارشاد

رسول کا جو مطلب سمجھا تھا، تمام صحابہؓ نے اس سے اتفاق کیا اور اسی کے مطابق عمل کیا[31]۔"

علامہ مناوی نے فیض القدیر میں لکھا ہے:

"اگر کسی نے اس نیت سے مسجد تعمیر کی کہ اسے مرنے کے بعد اسی مسجد کے کسی حصہ میں دفن کیا جائے تو وہ ملعون ہے اور اس مسجد میں اس کو دفن کرنا حرام ہے اور اگر اس نے بوقت تعمیر دفن کرنے کی شرط لائی گئی ہو تو یہ لغو اور باطل ہو گی، کیونکہ یہ شرط وقف مسجد کے خلاف اور اس کے منافی ہے[32]۔"

ظاہر اور غیر ظاہر قبریں

مسجد الحرام میں جن قبروں کے وجود کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ سب غیر موجود اور نامعلوم ہیں۔ قبروں کا حرم میں زیر زمین ہونا کسی فتنہ کا باعث نہیں۔ لہذا مذکورہ آثار سے ظاہر اور نمایاں قبروں پر مسجد بنانے کے حق میں استدلال کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے دونوں میں بہت فرق ہے۔ ملا علیٰ قاری نے بھی یہی جواب دیا ہے کہ مقام حجر میں میزاب کے نیچے اسماعیلؑ کی قبر ہے اور حطیم میں حجر اسود اور زمزم کے درمیان ستر انبیاء کی قبریں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اسماعیلؑ اور دوسرے انبیاء کی قبریں ظاہر نہیں ہیں، اس لئے اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے[33]۔

اس میں اس نکتہ کی طرف اشارہ موجود ہے یعنی وہ قبریں جن کا کوئی نام ونشان نہ ہو اور مٹ چکی ہو تو اس پر کسی حکم شرعی کا اطلاق نہیں ہو گا کیونکہ یہ ایک اور حقیقت ہے کہ زمین کا کوئی خطہ ایسا نہیں جس کی گود میں قبر نہ ہوں، گویا پوری روئے زمین ایک " گورستان " ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے:

أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا

"کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا، زندوں کو بھی اور مردوں کو بھی۔"

امام شعبی کا قول ہے:

"زمین کا شکم مردوں کے لئے اور اس کی پشت زندہ افراد کے لئے ہے[34]۔"

عبداللہ بن شرحبیل بن حسنہ بیان فرماتے ہیں:

"میں نے عثمان بن عفانؓ کو دیکھا کہ قبروں کو برابر کر دینے کی ہدایت فرما رہے تھے، ان سے کہا گیا کہ یہ آپ کی صاحبزادی ام عمرو کی قبر ہے، آپ نے اسے بھی برابر کر دینے کی تاکید فرمائی، سو اسے بھی برابر کر دیا گیا[35]۔"

ابو الہیاج اسدیؒ کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالبؓ نے مجھے فرمایا:

" میں تمہیں اس مہم پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا وہ یہ کہ کسی مجسمہ کو مٹائے بغیر مت چھوڑے اور کسی

قبر کو زمین کے برابر کئے بغیر نہ چھوڑو[36]۔"

ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ العشریؓ نے مرض الموت میں یہ وصیت فرمائی:

"میرے جنازے کو تیز لے جانا، میرے اور قبر کی مٹی کے درمیان (کفن کے سوا) کوئی چیز حائل نہ کرنا اور میری قبر پر کوئی عمارت نہ بنانا، میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں مصیبت پر بال نوچنے والی، چیخنے چلانے والی اور کپڑے پھاڑنے والی عورتوں سے بیزار اور بری ہوں، لوگوں نے پوچھا اس سلسلہ میں آپ نے کچھ سنا ہے انہوں نے کہا: ہاں! آپ ﷺ سے سنا ہے[37]"

قبروں پر مساجد تعمیر کرنا، قبروں کو اونچی کرنا یا ان پر قبے بنانا کہیں زیادہ جرم ہے، چنانچہ قبروں پر مسجد تعمیر کرنے والوں پر لعنت کی گئی ہے اور قبروں کو اونچی کرنے اور ان پر قبے وغیرہ تعمیر کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے[38]۔

اس کے برعکس صحیح احادیث ہیں جو مذکورہ الجھن کو دور کرنے کے لئے کافی ہیں۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ هِلَالٍ هُوَ الْوَزَّانُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا قَالَتْ وَلَوْلَا ذَلِكَ لَأَبْرَزُوا قَبْرَهُ غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا[39]

"عروہؓ، عائشہؓ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے جس مرض میں وفات پائی، اس میں فرمایا کہ اللہ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ کی قبر ظاہر کردی جاتی، مگر مجھے ڈر ہے کہ کہیں مسجد نہ بنالی جائے۔"

اسی طرح صحیح بخاری میں ایک اور حدیث ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قبروں پر مسجدیں بنانا ممنوع ہیں۔

و أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ وَهُوَ كَذَلِكَ يَقُولُ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا[40]

"حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو شدت تکلیف سے کبھی چادر روئے مبارک پر ڈالتے اور کبھی اتار دیتے اور بار بار فرماتے تھے کہ یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ اپنی امت کو یہود ونصاریٰ کے اس کردار سے ڈرا رہے تھے۔"

حافظ ابن حجرؒ حدیث مذکورہ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"گویا آنحضرت ﷺ کو یہ علم ہو گیا تھا کہ یہ زندگی کے آخری لمحات ہیں، آپ ﷺ کو اندیشہ لاحق ہوا کہ مبادا آپ کی قبر کے ساتھ بھی تعظیم کا وہی معاملہ ہو جو گذشتہ انبیاء وصلحا کی قبروں کے ساتھ ہو چکا ہے، اس لئے آپ ﷺ نے یہود ونصاریٰ پر

لعنت فرما کر یہ بات واضح کر دی کہ میری امت کے بھی جو لوگ قبروں کے ساتھ یہود و نصاریٰ کا معاملہ کریں گے وہ مذمت و لعنت کے مستحق ہوں گے [41]۔"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمْ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ فَأُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[42]

"عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ام حبیبہؓ اور ام سلمہؓ نے ایک گرجا، حبشہ میں دیکھا تھا، اس میں تصویریں تھیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا! ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرد ہوتا اور وہ مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ تصویریں بنا دیتے، یہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین خلق ہوں گے۔"

یہ حدیث بزرگوں کی قبروں پر مسجدیں اور تصوریں بنانے جیسا کہ نصاریٰ بناتے ہیں کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان دونوں کاموں میں سے ایک حرام ہے، اسلام میں نہ قبروں کو مسجد اور عبادت گاہ بنانے کی گنجائش ہے، نہ کسی ذی روح کی تصویر بنانے کی اجازت، کتاب و سنت کی نصوص اور صریح دلائل سے ان دونوں کی حرمت ثابت ہے۔ گرجا کی جن تصویروں کا ذکر ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ نے کیا تھا وہ اس گرجا کی دیواروں پر بنی ہوئی تھیں۔ ان کا کوئی سایہ نہیں تھا، پس انبیاء و صلحا کی تصویریں بنانا اور ان کو حصول برکت و شفاعت کا ذریعہ سمجھنا دین اسلام میں قطعاً حرام ہے اور بت پرستی کے ہم معنی ہے۔ نبی ﷺ نے ایسا کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہوں گے [43]۔

حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَمرو ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ النَّجْرَانِيِّ ، قَالَ : حَدَّثَنِي جُنْدَب ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِخَمْسٍ وَهُوَ يَقُولُ: أَلا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ أَلا فَلاَ تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ إِنِّي ، أَنْهَاكُمْ ، عَنْ ذَلِكَ.[44]

"حارث نجرانیؒ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے وصال سے پانچ روز پہلے میں نے آپ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے! خبردار تم سے پہلی امتیں انبیاء و صالحین کی قبروں کو مسجد بنا لیتی تھیں تم قبروں کو مسجد نہ بنانا۔ میں سختی کے ساتھ تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔"

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ آخِرُ مَا تَكَلَّمَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرِجُوا يَهُودَ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ نَجْرَانَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَاعْلَمُوا أَنَّ شِرَارَ النَّاسِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ [45]

"ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کا سب سے آخری کلام یہ تھا کہ حجاز میں جو یہودی آباد ہیں اور جزیرہ عرب میں جو اہل نجران آباد ہیں انہیں نکال دو اور جان لو کہ بدترین لوگ وہ

ہیں جو اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں۔"

ذکر شدہ احادیث سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ قبروں کو مسجد بنانا شرعاً ممنوع اور منکر ہے اور اس کا مرتکب اللہ کے غضب اور اس کی شدید ناراضگی کا مستحق ہے۔

اس تفصیل و تحقیق سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ اسماعیل و دیگر بعض انبیاء علیہم السلام کے حطیم یا مسجد حرام میں مدفون ہونے سے متعلق کوئی روایت ثابت نہیں ہے۔ سب کی سب بہر حال ایسی ضعیف ہیں کہ مجموعی طور پر بھی دلیل و حجت بننے کے لائق نہیں ہیں۔ ایسے ضعیف آثار سے استدلال کرنا اور اس کے بالمقابل مستند اور صحیح روایات کو نظر انداز کرنا انتہائی غیر متعدل رویہ اور ناانصافی ہے جو کہ مارگولیتھ اور ان کے ہمنوا دیگر مستشرقین کا شیوا ہے۔

حجر اسود کے متعلق بھی مارگولیتھ کے اعتراضات کچھ یوں ہے۔

"he had not that physical repugnance to it which men had often had : other wise the kissing of black Stone would not have been a ceremony for which he yearned when deprived of it , and which permanently retained[46]".

"محمد ﷺ ان (بتوں) سے ایسی نفرت نہ کر سکے جتنی مرد نفرت کر سکتا ہے۔ بصورت دیگر حجر اسود کو بوسہ دینا ایک روایت نہ ہوتا اور نہ اس کو مستقل طور پر برقرار رکھا جاتا۔"

قرآن کی ابتدائی آیات پر اگر غور کیا جائے تو بات سمجھ میں آسانی سے آجاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ پر سورۃ اقراء کی ابتدائی چند آیتوں کے بعد جو آیات سب سے پہلے نازل ہوئیں وہ سورۃ المدثر کی آیتیں ہے۔ ان آیات میں رسالت کی ادائیگی کا حکم ہے اور اس کے بعد بتوں کی مخالفت کا حکم ہے۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ[47]

"اے چادر لپیٹنے والے، اٹھئے اور لوگوں کو ڈرائیے، اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے، اور اپنے لباس کو پاک رکھئے اور بتوں سے دور رہیئے۔"

یہاں قرآن حکیم واضح الفاظ میں آنحضرت ﷺ کو حکم دے رہا ہے:

" وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ علمائے لغت " الرجز" کے معنی بت قرار دیتے ہیں۔ ابو لعالیہ اور ربیع کہتے ہیں: الرجز بالضم الصنم و بالکسر النجا سته و المعصیته ([48]) "الرجز" بت کو کہتے ہیں اور "رجز" پلیدی اور گناہ کو کہتے ہیں۔ کسائی کہتے ہیں : "بالضم الوثن و بالکسر العذاب ([49]) یعنی "رجز" کے معنی ہے بت اور عذاب کے ہے۔"

ان آیتوں سے یہ ثابت ہے کہ بتوں کی مخالفت کا حکم ابتدائے اسلام سے موجود ہے اور یہ کہنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بتوں سے نفرت نہیں کی۔

حضور ﷺ نے اپنی دعوت کے ہر مرحلے پر بتوں کی مخالفت کی ہے یہ حقیقت تاریخ سے ثابت ہے۔ قرآن حکیم میں جہاں آپ کو یہ حکم دیا گیا:

"وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ" ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو" ۔فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ

"پس نہ پکارا کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور خدا کو ورنہ تو ہو جائے گا ان لوگوں میں سے جنہیں عذاب دیا گیا ہے۔"

آنحضرت ﷺ کو جب اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرانے کا حکم ملا تو سب سے پہلے مرحلے پر آپ نے خاندان عبدالمطلب کے لوگوں کو جمع کیا۔ اس اجتماع میں آنحضرت ﷺ نے جو خطاب فرمایا! اس کے الفاظ یہ تھے:

"سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں، اس (اللہ) سے مدد طلب کرتا ہوں، اس پر ایمان لایا ہوں اور اسی پر توکل کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے جو یکتا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں ۔پھر فرمایا! قافلہ کا پیشرو اپنے قافلہ والوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ بالفرض و محال اگر میں دوسرے لوگوں سے جھوٹ بولوں تو بخدا تم سے جھوٹ نہیں بول سکتا، اگر میں ساری دنیا کے ساتھ دھوکا کروں تو تم سے دھوکہ نہیں کر سکتا۔ اس ذات کی قسم! جس کے بغیر اور کوئی معبود نہیں، میں اللہ کا رسول ہوں[50]۔"

اس خطاب سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہیں، پھر اسی کی ذات پر ایمان کا ذکر فرماتے ہیں اور پھر گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ مارگولیتھ یہ کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بتوں سے صحیح نفرت نہیں کی، تو کیا "لا الٰہ الا اللہ" کا نعرہ ان بتوں کی خدائی کا انکار نہ تھا۔ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے نبوت و رسالت کی انجام دہی کا آغاز ہی بت پرستی کی مخالفت اور توحید کے اعلان سے کیا تھا۔

It stood some relation to the black stone, let it to the North West corner, kissed by devotees: and since both Greek and Arabic writers attest that the ‘Arabs worshipped stones, many of thought this to be the real God of the Meccans, the Ka‘ba itself being an ideal enlargement of it[51].

"عرب میں چکور خدا کا گھر، کعبہ، اس گھر کی طرف لوگوں کا رجحان اس لئے زیادہ تھا کہ کعبہ کے شمال مغربی کونے میں حجر اسود نسب تھا اور معتقدین اس کو بوسہ دیتے تھے جو کہ یونانی اور عربی مصنفین کی تحقیق سے ثابت ہے کہ عرب پتھروں کی عبادت کرتے تھے اور کچھ تو اس کو حقیقت میں رب سمجھتے تھے اور خانہ کعبہ خود اس میں ایک مثالی توسیع ہے۔"

مارگولیتھ لکھتے ہیں کہ حجر اسود کعبہ کے شمال مغربی کونے میں نصب ہے جو کہ سراسر جہالت پر مبنی ہے کیونکہ حجر اسود، خانہ کعبہ کے جنوب مشرقی کونے میں نصب ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مارگولیتھ کی معلومات ناقص اور تعصب پر مبنی ہیں۔ یہ بات عربی اور یونانی مصنفین ثابت کر چکے ہیں کہ کعبہ کا پوجنا حجر اسود کی وجہ سے ہے تو یہ سراسر بے بنیاد بات ہے عرب اگر پتھروں کو پوجتے بھی تھے تو کبھی ان لوگوں نے خانہ کعبہ یا حجر اسود کی پوجا نہیں کی بلکہ کعبہ میں اپنا اپنا بت لاکر رکھ دیتے اور اس کی عبادت کرتے تھے۔

حجر اسود

ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے اسماعیلؑ خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ تو جبرائیلؑ نے یہ پتھر جنت سے لاکر دیا جسے ابراہیمؑ نے اپنے ہاتھوں سے دیوار کعبہ میں نصب کیا۔ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حجر اسود کو جبرائیل امین جنت سے لائے تھے[52]۔

حدثنا قتيبة حدثنا يزيد بن زريع عن رجاء أبي يحيى قال سمعت مسافعا الحاجب قال : سمعت عبد الله بن عمرو يقول : سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول إن الركن والمقام ياقوتتان من ياقوت الجنة طمس الله نورهما ولو لم يطمس نورهما لأضاءتا ما بين المشرق والمغرب[53]

"عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بلاشبہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے یاقوت ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے نور اور روشنی کو ختم کر دیا ہے اگر اللہ تعالیٰ اس روشنی کو ختم نہ کرتا تو مشرق و مغرب کا درمیانی حصہ روشن ہو جاتا۔"

مسلمان حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں تو اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ وہ اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اسلام میں پوجنے اور عبادت کرنے کا تصور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ حجر شجر، شخصیات کی پوجا کا تصور اسلام میں نہیں پایا جاتا۔ اسلام نے تو ایسی جگہ پر بھی عبادت سے روک دیا ہے جہاں اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کا شبہ ہو۔ ابن کثیر کے مطابق ابراہیمؑ نے بیت اللہ بنانے کے لئے اسمٰعیلؑ سے پتھر لانے کو کہا، ایک پتھر کی جگہ باقی تھی۔ ابراہیمؑ نے فرمایا جیسا پتھر میں تمہیں بتاتا ہوں ویسا پتھر لانا۔ اسمٰعیلؑ پتھر تلاش کرنے چلے گئے جب لے کر آئے تو دیکھا کہ ابراہیمؑ نے وہاں پتھر نصب کر دیا ہے۔ پوچھا ابا جان یہ کون لایا ہے؟ فرمایا! یہ وہ لایا جو تیری تعمیر کا محتاج نہیں، اسے جبرائیلؑ آسمان سے لائے[54]۔

یہاں مار گولیتھ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں کیوں کہ وہ اس (حجر اسود) پتھر کی اصل حقیقت کو اپنی بغض و عناد کی وجہ سے بھول رہے ہیں اور دوسری بات کہ حضور ﷺ کا اس کو بوسہ دینا اور اس رسم کو برقرار رکھنا اس لئے نہیں کہ وہ اس کو نعوذ باللہ پوجتے تھے بلکہ یہاں سے طواف شروع ہوتا ہے اور یہاں پر ختم ہوتا ہے۔ اب اگر نعوذ باللہ ایسا ہوتا تو پوجاری اس کی طرف اشارہ نہیں کرتے بلکہ ان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے اور نہ اس کے اوپر کھڑے ہو کر اذان دیتے۔

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ : أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وسَلَّم بِلاَلاً يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَأَذَّنَ عَلَى الْكَعْبَةِ. [55]

"عائشہ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے بلالؓ کو کعبہ کی چھت پر اذان دینے کا حکم دیا۔"

اگر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کعبہ کو مسلمان پوجتے ہیں تو بھلا کون سا بتوں کو پوجنے والا، اس بت پر کھڑا ہوتا ہے جس کی وہ پوجا کرتا ہے۔ بلکہ یہ تو مسلمانوں کا قبلہ ہے اور جیسے ہم نے اور یہ واضح کر دیا کہ اس گھر کو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے اللہ کے حکم سے تعمیر کیا تھا۔ جہاں تک حجر اسود کا تعلق ہے، عمرؓ کی ایک حدیث سے واضح ہے کہ عمرؓ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور کہا:

إني أعلم أنك حجر لا تضر ولا تنفع ولولا أني رأيت النبي صلى الله عليه و سلم يقبلك ما قبلتك

"میں یقیناً جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ تو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں نے رسول اللہ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی نہ چومتا[56]۔"

اسی طرح امام احمد بن حنبل نے مسند میں ذکر کیا ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى الْحَجَرَ فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ ثُمَّ دَنَا فَقَبَّلَهُ[57]

"عابس بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کے قریب آئے اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا بخدا! میں جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے جو کسی کو نفع و نقصان نہیں دے سکتا، اگر میں نے نبی ﷺ کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا، یہ کہہ کر آپ نے اسے قریب ہو کر بوسہ دیا۔"

صحابہ میں سے تو کچھ نے بوسہ بھی نہیں دیا صرف اشارہ کر دیتے تھے کیونکہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا تھا صحیح بخاری میں محمد بن مثنی سے روایت ہے:

"ابن عباس نے حضور ﷺ کو اونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ کا طواف کرتے دیکھا تو جب بھی آپ حجر اسود کے سامنے ہوتے تو کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کرتے تھے[58]۔"

مسند احمد کی ایک حدیث ابن عباسؓ سے روایت ہے:

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ وَهُوَ عَلَى بَعِيرِهِ وَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ بِمِحْجَنٍ كَانَ مَعَهُ قَالَ وَأَتَى السِّقَايَةَ فَقَالَ اسْقُونِي فَقَالُوا إِنَّ هَذَا يَخُوضُهُ النَّاسُ وَلَكِنَّا نَأْتِيكَ بِهِ مِنَ الْبَيْتِ فَقَالَ لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ اسْقُونِي مِمَّا يَشْرَبُ مِنْهُ النَّاسُ[59]

"ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف فرمایا اور حجر اسود کا استلام اس چھڑی سے کیا جو آپ ﷺ کے پاس تھی، پھر آپ ﷺ کنوئیں پر تشریف لائے اور فرمایا مجھے پانی پلاؤ، لوگوں نے کہا کہ اس کنوئیں میں تو لوگ گھستے ہیں، ہم آپ کے لئے بیت اللہ سے پانی لے کر آتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا اس کی کوئی ضرورت نہیں، مجھے اسی جگہ سے پانی پلاؤ جہاں سے عام لوگ پیتے ہیں۔"

جب ابراہیمؑ نے اللہ کے گھر کو بنایا تو حجر اسود کو طواف شروع کرنے اور ختم کرنے کی جگہ پر نصب کیا۔ مارگولیتھ اس بات کو غلط انداز میں بیان کرر ہے ہیں عرب بتوں کی پوجا کرتے تھے لیکن کسی مستند ذریعہ سے یہ ثابت نہیں کہ کسی عربی نے حجر اسود کو پوجنے کی غرض سے بوسہ دیا ہو بلکہ وہ صرف ابراہیمی سنت کو برقرار رکھے ہوئے تھے۔ حجر اسود کی فضیلت پر اس فصل کی ابتدا میں احادیث موجود ہیں۔

خلاصہ بحث

مذکورہ بحث سے یہ نتائج سامنے آئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے خانہ کعبہ اور حجر اسود سے متعلق جو شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہیں وہ سراسر بے بنیاد اور تعصب پر مبنی ہیں۔ مارگولیتھ کا خانہ کعبہ اور حجر اسود کے متعلق مطالعہ معکوس طریقہ پر مبنی ہے۔ جو کہ مستند اور صحیح روایات کو نظر انداز کر کے ضعیف روایات کا سہارا لیا ہے۔ مارگولیتھ نے بغض و عناد کی وجہ سے آنحضرت ﷺ پر یہ کہہ کر اعتراض کیا ہے کہ آپ ﷺ نے بتوں سے صحیح نفرت نہیں کی حالانکہ یہ دعویٰ بے بنیاد ہے۔ شروع سے آخر تک آنحضرت ﷺ نے سب سے زیادہ زور اللہ کی وحدانیت پر دیا۔ مارگولیتھ نے اپنی کج فہمی کی وجہ سے یہ اعتراضات کئے ہیں حالانکہ ان کی عربی دانی اور ان کے مطالعہ سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیر جانبداری سے حقیقت بیان کر سکتے تھے۔

حواشی وحوالہ جات

1 اردو دائرہ معارف اسلامیہ (لاہور: دانش گاہ پنجاب، 1405ھ/ 1985ء)18: 316-317

2 D.S.Margoliouth ,Muḥammad and The Rise Of Islam, G.P. Putnam Son's new York 1905,p8

3 سورۃ آل عمران3 : 96

4 امام بیہقی، دلائل النبوۃ، (بیروت: دار الکتب العلمیہ 1988ء)،2: 45 96

5 سورۃ الحج 22 : 26

6 سورۃ البقرہ 2: 126

7 سورۃ آ عمران 3 : 97

8 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ) کتاب الانبیاء، رقم (3186)

9 ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری (لبنان: دار الکتب السلفیہ، 2015ء) 6: 495

10 صحیح بخاری، 2: 60، رقم (1189)

11 الازرقی، محمد ابن عبداللہ، اخبار مکہ و ما جاء فیھا من الاثار (قاہرہ: مکتبہ سلفیہ، 2005ء) 1: 440

12 ابن حجر، أحمد بن علی، تہذیب التہذیب (لبنان: دار الفکر بیروت 1984ء) 3 : 103

13 اخبار مکہ وما جاء فیھا من الاثار، مکتبہ سلفیہ 1: 443، رقم (367)

14 الذہبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، میزان الاعتدال (پاکستان: مکتبہ رحمانیہ، لاہور (س-ن) 4: 102

15 نفس مصدر 1: 63

16 تہذیب التہذیب 5: 29

17 اخبار مکہ 1: 439، رقم (363)

18 تہذیب التہذیب 3: 104

19 نفس مصدر

20 الذہبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء (لبنان: موسسۃ الرسالہ، لبنان، 1993ء) 6: 110 -113

21 الجرح والتعدیل 2: 283

22 البانی، ناصر الدین، تحذیر الساجد عن اتخاذ القبور مساجد (دہلی، مکتبہ اسلامیہ، 2005 ء) ص: 75

23 ہیثمی، احمد بن محمد بن علی بن حجر، الزواجر فی النھی عن اقتراف الکبائر (بیروت: دار الفکر 1987ء) 1: 121

24 ابو یعلیٰ موصولی، مسند ابو یعلی موصولی (یمن، دار المامون تراث، 1989ء) 2: 309، رقم (47)

25 طبرانی، سلیمان بن احمد، معجم الکبیر (قاہرہ: مکتبہ ابن تیمیہ، 2008ء) 11: 226، رقم (12051)

26 صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، 6: 27، رقم (2323)

27 عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، مصنف (جنوبی افریقہ: مجلس علمی، 1970ء) 1: 406، رقم (1591)
اس کی سند مرسل صحیح ہے۔ قبروں پر مساجد اور اسلام، ناصر الدین البانی، ص: 44

28 امام مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم (بیروت: دار احیاء التراث (س-ن) 2: 668، رقم (97)

29 ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، المطالب العالیۃ (مکہ مکرمہ: دار الغیث سعودیہ، 1998ء) کتاب الصلوٰۃ، رقم (259 -250)

30 صحیح مسلم، باب النھی عن تجصص القبرو لبناء علیہ، رقم (2289 -14149)

31 نفس مصدر

32 مناوی، محمد المدعو بعبد الرؤف، فیض القدیر شرح الجامع صغیر (لبنان: دار المعرفۃ للطباعۃ، بیروت، 1391ھ/ 1972ء) 5: 274

33 قاری علی بن سلطان محمد، مرقاۃ المفاتیح شرح اردو مشکوٰۃ المصابیح (لاہور: مکتبہ رحمانیہ (س-ن) 1: 456
34 کتاب الکنیٰ والاسماء للدولابی 1: 192
35 مصنف ابن ابی شیبہ 4 : 138
36 صحیح مسلم 1: 312
37 امام احمد، محمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل (بیروت: موسسۃ الرسالہ ، 1995ء) 4: 397
38 قبروں پر مساجد اور اسلام: 103
39 صحیح بخاری، باب جنازوں کا بیان، فصل قبروں پر مسجدیں بنانے کی کراہت، 1: 446، رقم (1265)
40 صحیح بخاری ، رقم (4444-4443)
41 فتح الباری، شرح صحیح بخاری 2: 375--- قبروں پر مساجد اور اسلام ص: 34
42 صحیح بخاری، باب هل تنبش القبور مشركين الجاهلية 1 : 165، رقم (3660، 1276، 417)
43 فتح الباری 2: 375--- قبروں پر مساجد اور اسلام، ص: 35
44 مصنف ابن ابی شیبہ 2: 375
45 مسند امام احمد بن حنبل 3: 221، رقم (1691)
46 Muhammad and The Rise Of Islam, pg 70
47 سورۃ المدثر 74 : 1-5
48 ضیاء النبی، 5: 417
49 نفس مصدر
50 ضیاء النبی 2: 267-268
51 Muhammad and The Rise Of Islam, pg 8
52 ترمذی، محمد بن عیسیٰ ابو عیسیٰ، سنن الترمذی (قاہرہ: دار العلم (س-ن) رقم (877)
53 سنن الترمذی 3: 226، رقم (804) --- مسند احمد 2: 213-214
54 ایک طویل حدیث کا حصہ ہے۔ ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1999ء) 1 : 258
55 ابو صیری، احمد بن ابی بکر، اتحاف الخیرۃ المہرۃ (نامعلوم: (س-ن) 5: 243، رقم (4606)
56 صحیح بخاری، باب ماذکر فی الحجر الاسود 2: 579، رقم (1520)--- صحیح مسلم 2: 925، رقم (1270)
57 مسند احمد حنبل، ج 1، ص 257، رقم 99/ رقم 176/ رقم 226- 229
58 صحیح بخاری، باب حجر اسود کے سامنے پہنچ کر اس کی طرف اشارہ کرنا، 3 : 341، رقم (1841)
59 مسند احمد حنبل، رقم (1744)